احکامِ لقمہ

مع

لقمہ کا احادیث سے ثبوت

اس رسالہ میں آپ پڑھیں گے

- ☆ لقمہ کا احادیث و آثار سے ثبوت
- ☆ لقمہ دینا کب فرض، کب واجب اور کب حرام ہے؟
- ☆ کیا نابالغ لقمہ دے سکتا ہے؟
- ☆ غیر محل میں لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے
- ☆ لقمہ کا محل کیا ہے؟
- ☆ اس کے علاوہ لقمہ کے بارے میں کئی اور اہم مسائل

مصنف

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

مکتبہ بہارِ شریعت

داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109

احکامِ لقمہ

مع

لقمہ کا احادیث سے ثبوت

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مد ظلہ العالی

مکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکیٹ، لاہور

فون: 0322-4304109

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔احکامِ لقمہ مع لقمہ کا احادیث سے ثبوت

مصنف۔۔۔۔۔۔۔حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

صفحات۔۔۔۔۔۔ 64

قیمت۔۔۔۔۔۔ 40روپے

اشاعتِ اول۔۔۔۔۔رمضان المبارک 1432ھ، اگست 2011ء

ناشر۔۔۔۔۔**مکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکیٹ**

لاہور فون: 0322-4304109

۔۔فہرس۔۔

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام على سيد المرسلين

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة و السلام عليك يارسول الله و على الك و اصحابك يا حبيب الله

احکامِ لقمہ مع لقمہ کا احادیث سے ثبوت

لقمہ کے بارے میں احادیث و آثار

سوال: لقمہ لینا دینا جائز ہے، اس پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: نماز میں لقمہ دینا اور لینا احادیث، آثار، اجماع اور اقوالِ فقہاء سے ثابت ہے۔

احادیث سے ثبوت:

حدیث نمبر 1: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((مالی رأیتكم اكثرتم التصفيق من نابه شیء فی صلوته فليسبح فانه اذا سبح التفت اليه وانما التصفيق للنساء)) ترجمہ: تمہیں کیا ہوا کہ میں تمہیں کثرت کے ساتھ تصفیق کرتے دیکھتا ہوں، جب نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے تو سبحان اللہ کہو، جب سبحان اللہ کہا جائے گا تو امام متوجہ ہو جائے گا، تصفیق (ہاتھ پر ہاتھ مار کر متوجہ کرنا) صرف عورتوں کے لئے ہے۔ (بخاری، ج1، ص 163، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

حدیث نمبر 2: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((من نابه شیء فی صلوته فليسبح فانه اذا سبح التفت اليه)) ترجمہ: جب نماز میں کوئی

معاملہ پیش آجائے تو سبحان اللہ کہو، جب سبحان اللہ کہا جائے گا تو امام متوجہ ہوجائے گا۔

(صحیح مسلم،ج1،ص225،مطبوعہ دار ابن حزم،بیروت)

حدیث نمبر3: سنن ابی داؤد میں ہے((عن مسور بن یزید المالکی قال صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فترک ایۃ فقال لہ رجل یا رسول اللہ ایۃ کذا و کذا فقال فھلا اذکرتنیھا)) ترجمہ: حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو ایک آیت چھوڑ دی، ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ آیت تو ایسے ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: تو نے مجھے (لقمہ دے کر) یاد کیوں نہ کرائی۔

(سنن ابی داؤد،ج1،ص131،آفتاب عالم پریس،لاہور)

حدیث نمبر4: حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں((کنا نفتح علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی الائمۃ)) ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ائمہ کو لقمہ دیا کرتے تھے۔

(سنن دارقطنی،ج1،ص199،نشر السنۃ،ملتان)

حدیث نمبر5: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں((امرنا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان نرد علی الامام)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امام پر اس کی غلطی کو رد کریں یعنی اسے لقمہ دیں۔

(مستدرک للحاکم،ج1،ص270،دار الفکر،بیروت)

حدیث نمبر6: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں((صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلاۃً فقرأ سورۃً فاسقط منھا ایۃً فلما فرغ

قلت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایۃ کذا و کذا أ نسخت قال: لا، قلت فانک لم تقرأھا، قال أفلا لقنتنیھا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک سورت کی تلاوت کی، اس میں سے ایک آیت چھوڑ دی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: کیا فلاں آیت منسوخ ہوگئی، فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: آپ نے اسے نہیں پڑھا، فرمایا: تم نے مجھے اس کے بارے لقمہ کیوں نہ دیا۔

(سنن دارقطنی،ج2،ص255،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

حدیث نمبر7: حدیث پاک میں ہے((انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قرأ فی الصلاۃ سورۃ المؤمنین فترک کلمۃ فلما فرغ قال الم یکن فیکم ابی قال بلی قال ھلا فتحت علی)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز میں سورۃ مؤمنون کی تلاوت فرمائی اور ایک کلمہ چھوڑ دیا جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا تم میں ابی نہیں؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! موجود ہوں، فرمایا لقمہ کیوں نہ دیا۔

(فتح القدیر،ج1،ص348،نوریہ رضویہ،سکھر)

حدیث نمبر8: حدیث پاک میں ہے((انہ قام الی الخامسۃ فسبح بہ فعاد وسلم وسجد للسھو)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پانچویں کے لئے کھڑے ہوئے، لقمہ دیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واپس تشریف لائے، سلام پھیر کر سجدہ سہو فرمایا۔

(امداد الفتاح،ص519،صدیقی پبلشرز،کراچی)

آثار سے ثبوت:

اثر نمبر1: حضرت ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں((قال علی کرّ

وجہہ الکریم **من السنۃ ان تفتح علی الامام اذا استطعمک قیل لابی عبدالرحمن ما استطعام الامام قال اذا سکت))** ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سنت میں سے ہے کہ جب امام تم سے لقمہ مانگے تو اسے لقمہ دو۔ ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ امام کا مانگنا کیا ہے، فرمایا: جب پڑھتے پڑھتے چپ ہوجائے۔ (مستدرک للحاکم، ج1، ص270، دارالفکر، بیروت)

اثر نمبر 2: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **((اذا استطعمکم الامام فاطعموہ))** ترجمہ: جب امام تم سے لقمہ چاہے تو لقمہ دو۔

(سنن دارقطنی، ج2، ص255، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)
(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)
(فتح القدیر، ج1، ص348، نوریہ رضویہ، سکھر)

اثر نمبر 3: حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **((صلی بنا ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **، قال فتردد، قال ففتحت علیہ فاخذ عنی))** ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیں نماز پڑھائی، بھول گئے، تو میں نے انہیں لقمہ دیا، انہوں نے مجھ سے لقمہ لے لیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 4: بدائع میں ہے **((عن ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **انہ قرأ الفاتحۃ فی صلاۃ المغرب فلم یتذکر سورۃ فقال نافع ﴿اذا زلزلت﴾ فقرأ))** ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز مغرب میں سورۂ فاتحہ پڑھی تو آگے سورت یاد نہ آئی، پس حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **﴿اذا زلزلت﴾** کہہ کر لقمہ دیا تو آپ نے اس سورت کی تلاوت کی۔

(بدائع الصنائع، ج1، ص636، ایچ ایم سعید، کراچی)

اثر نمبر 5: عبیدہ بن ربیعہ کہتے ہیں **((اتیت المقام فاذا رجل حسن الثیاب طیب الریح یصلی فقرأ ورجل الی جنبہ یفتح علیہ فقلت من ہذا قالوا عثمان))** ترجمہ: میں مقام پر آیا، میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جس نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور بہترین خوشبو لگائی ہوئی ہے نماز پڑھ رہا ہے، وہ قراءت کرتا ہے اور ایک آدمی اس کے پہلو میں کھڑا ہے، وہ اسے لقمہ دیتا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص520، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 6: یونس کہتے ہیں **((الحسن وابن سیرین انہما کانا لا یریان بأساً بتلقین الامام))** ترجمہ: حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام کو لقمہ دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 7: ابن ادریس کہتے ہیں **((الحسن وابن سیرین قالا لقن الامام))** ترجمہ: حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: امام کو لقمہ دیا جائے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 8: مصنف ابن شیبہ میں ہے **((ان ابن مغفل امر رجلاً یلقنہ اذا تعایا))** ترجمہ: حضرت ابن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ امام کو لقمہ دے جب امام غلطی کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 9: حضرت عطاء فرماتے ہیں((**لا بأس بتلقین الامام**)) ترجمہ: امام کولقمہ دینے میں حرج نہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 10: یزید بن رومان کہتے ہیں((**کنت اصلی الی جنب نافع بن جبیر بن مطعم فیغمزنی فافتح علیه وهو یصلی**)) ترجمہ: میں نے نافع بن جبیر بن مطعم کے پہلو میں نماز پڑھی، انہوں نے (بھولنے کی وجہ سے) مجھ سے لقمہ طلب کیا، تو میں نے انہیں لقمہ دیا اس حال میں کہ وہ نماز میں تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اجماع سے ثبوت:

(1) صحابہ کی موجودگی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لقمہ دیا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لقمہ لیا، اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔ محیط برہانی میں ہے((**عن عمر** رضی اللہ عنہ **انه قرأ سورة النجم وسجد فلما عاد الی القیام ارتج علیه فلقنه واحد ﴿اذا زلزلت الارض﴾ فقرأها ولم ینکر علیه**)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے سورۂ نجم کی تلاوت کی، اسی دوران آیت سجدہ پر سجدہ کر کے جب قیام کی طرف لوٹے تو آپ بھول گئے، کسی نے **﴿اذا زلزلت الارض﴾** کا لقمہ دیا، پس آپ نے اس کو پڑھا اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔
(محیط برھانی، ج2، ص154، ادارۃ القرآن، کراچی)

(2) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے((**عن الزهری قال مروان یلقن فی الصلاة واصحاب رسول الله** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **فی المدینة**)) ترجمہ: امام زہری

علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: (مدینہ منورہ میں) مروان کو نماز میں لقمہ دیا جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مدینہ منورہ میں موجود تھے (یعنی اس بات پر کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

(3) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں((**کان اصحاب رسول الله** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **یلقن بعضهم بعضاً فی الصلاة**)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ ایک دوسرے کو نماز میں لقمہ دیا کرتے تھے۔
(سنن دارقطنی، ج2، ص255، مؤسسة الرسالة، بیروت)

اقوالِ فقہاء سے ثبوت:

(1) بحر الرائق میں ہے "لو عرض للامام شیٔ فسبح المأموم لا بأس به" ترجمہ: اگر امام کو کوئی چیز پیش آجائے اور مقتدی تسبیح کے ذریعے اسے لقمہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بحر الرائق، ج2، ص7، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

(2) فتاوی ہندیہ میں ہے "ان فتح علی امامه لم تفسد" "اگر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (فتاوی ہندیه، ج1، ص99، مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

(3) درمختار میں ہے "(بخلاف فتحه علی امامه) فانه لا یفسد" ترجمہ: پچھلے مسئلہ کے برعکس اپنے امام کو لقمہ دینا جائز ہے، یہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔
(درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص461، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

(4) مبسوط للسرخسی میں ہے "(والفتح علی الإمام لا یفسد الصلاة) یعنی المقتدی" ترجمہ: مقتدی کا امام کو لقمہ دینا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔
(مبسوط للسرخسی، ج1، ص193، دار المعرفة، بیروت)

(5) فتاوی رضویہ میں ہے "کتب فقہ میں عموماً یجوز فتحه علی امامه (اپنے

امام کولقمہ دینا جائز ہے) فرمایا، جس میں ضمیر مطلق مقتدی کی طرف ہے کہ اسے امام کو بتانے کی اجازت ہے"

(فتاوی رضویہ، ج7، ص283، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) بہارِ شریعت میں ہے "اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا مفسد نہیں"

(بہار شریعت، حصہ3، ص607، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

لقمہ دینے کا شرعی حکم

سوال: لقمہ دینے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: لقمہ دینا کبھی فرض ہوتا ہے، کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی جائز ہوتا ہے، کبھی مکروہ اور کبھی حرام۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

فرض: امام جب ایسی غلطی کرے جو نماز کو فاسد کرنے والی ہو تو لقمہ دے کر اس کی اصلاح کرنا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "امام جب ایسی غلطی کرے جو موجبِ فسادِ نماز ہو تو اس کا بتانا اور اصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے ان میں سے جو بتادے گا سب پر سے فرض اُتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جتنے جاننے والے تھے سب مرتکبِ حرام ہوں گے اور نماز سب کی باطل ہوجائے گی" وذلك لان الغلط لما كان مفسدا كان السكوت عن اصلاحه ابطالا للصلاة وهو حرام بقوله تعالى ﴿ولا تبطلوا اعمالكم﴾ " وجہ یہ کہ غلطی جب مفسد ہو تو اس کی اصلاح کرنے پر خاموشی، نماز کے بطلان کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کی وجہ سے حرام ہے کہ "تم اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔

اور ایک کا بتانا سب پر سے فرض اس وقت ساقط کرے گا کہ امام مان لے اور کام چل جائے ورنہ اوروں پر بھی بتانا فرض ہوگا یہاں تک کہ حاجت پوری ہو اور امام کو وثوق حاصل ہو، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے بتائے سے امام کا اپنی غلط یاد پر اعتماد نہیں جاتا اور وہ اس کی تصحیح کو نہیں مانتا اور اس کا محتاج ہوتا ہے کہ متعدد شہادتیں اس کی غلطی پر گزریں تو یہاں فرض ہوگا کہ دوسرا بھی بتائے اور اب بھی امام رجوع نہ کرے تو تیسرا بھی

تائید کرے یہاں تک کہ امام صحیح کی طرف واپس آئے''

(فتاویٰ رضویہ، جلد7، صفحہ280، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واجب: اگر امام ایسی غلطی کرے کہ جس سے واجب ترک ہو کر نماز مکروہ تحریمی ہو تو اس کا بتانا ہر مقتدی پر واجب کفایہ ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اگر غلطی ایسی ہے جس سے واجب ترک ہو کر نماز مکروہ تحریمی ہو تو اس کا بتانا ہر مقتدی پر واجب کفایہ ہے اگر ایک بتادے اور اس کے بتانے سے کاروائی ہوجائے سب پر سے واجب اتر جائے ورنہ سب گنہگار رہیں گے''

(فتاویٰ رضویہ، جلد7، صفحہ280، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

جائز: قراءت میں ایسی غلطی ہو جس سے فسادِ نماز یا ترک واجب لازم نہ آرہا ہو تو لقمہ دینا جائز ہے۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اگر (قراءت کی) غلطی میں نہ فسادِ نماز ہے نہ ترکِ واجب، جب بھی ہر مقتدی کو مطلقاً بتانے کی اجازت ہے''

(فتاویٰ رضویہ، جلد7، صفحہ281، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مذکورہ صورت صرف جائز ہے (یعنی واجب نہیں ہے) مگر دو صورتوں میں مذکورہ صورت الحال میں بھی لقمہ دینا واجب ہوجاتا ہے:

(1) یہ خطرہ ہو کہ امام تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چپ ہوجائے گا تو لقمہ دینا واجب ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار سکوت کرنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوجاتی ہے۔

(2) امام کی عادت معلوم ہے کہ جب بھولتا ہے تو اس کے منہ سے اُوں آں جیسے الفاظ نکلنے لگ جاتے ہیں تو اس صورت میں بھی لقمہ دینا واجب ہے کہ اس طرح کے الفاظ

نکالنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اوپر والی عبارت سے متصل آگے فرماتے ہیں ''مگر یہاں وجوب کسی پر نہیں لعدم الموجب (واجب کرنے والی چیز کے نہ ہونے کی وجہ سے)، **اقول** (میں کہتا ہوں) مگر دو صورتوں میں ایک یہ کہ امام غلطی کرکے خود متنبہ ہوا اور یاد نہیں آتا، یاد کرنے کے لئے رکا اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر رکے گا نماز میں کراہتِ تحریم آئے گی اور سجدۂ سہو واجب ہوگا۔۔ تو اس صورت میں جب اسے رکا دیکھیں مقتدیوں پر بتانا واجب ہوگا کہ سکوت قدرِ ناجائز تک نہ پہنچے۔ دوسرے یہ کہ بعض ناواقفوں کی عادت ہوتی ہے جب غلطی کرتے ہیں اور یاد نہیں آتا تو اضطراراً ان سے بعض کلمات بے معنی صادر ہوتے ہیں، کوئی اُوں اُوں کہتا ہے کوئی کچھ اور، اس سے نماز باطل ہوجاتی ہے، تو جس کی یہ عادت معلوم ہو وہ جب رکنے پر آئے مقتدیوں پر واجب ہے کہ فوراً بتائیں قبل اس کے کہ وہ اپنی عادت کے حروف نکال کر نماز تباہ کرے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ281، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مکروہ: امام اگر قراءت میں رکے تو اسے فوراً بتانا مکروہ (تنزیہی) ہے۔ شامی میں ہے ''یکرہ ان یفتح من ساعتہ'' ترجمہ: فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے۔

(ردالمحتار، ج1، ص623، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام کو فوراً بتانا مکروہ ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص286، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

حرام: بے محل لقمہ دینا حرام ہے اور اس سے لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور امام لقمہ لے تو اس کی نماز بھی فاسد جاتی ہے۔

سوال: لقمہ دینے کا محل کیا ہے اور بے محل لقمہ دینے سے کیا مراد ہے؟

لقمہ کے محل بنیادی طور پر دو ہیں:

(1) جس مقام پر لقمہ لینا دینا احادیث سے ثابت ہے، وہ لقمہ دینے کا محل ہے اگر چہ فسادِ نماز یا ترکِ واجب نہ ہو رہا ہو۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''صورتِ ثانیہ میں اگر چہ جب قراءت رواں ہے تو صرف آیت چھوٹ جانے سے فسادِ نماز کا اندیشہ نہ ہو مگر اس بات میں شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نص وارد۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص258، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور وہ نص سنن ابی داؤد کی یہ حدیث پاک ہے **((عن مسور بن یزید المالکی قال صلی رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **فترک اية فقال له رجل يا رسول الله اية كذا وكذا فقال فهلا اذكرتنيها))** ترجمہ: حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو ایک آیت چھوڑ دی، ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ آیت تو ایسے ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: تو نے مجھے (لقمہ دے کر) یاد کیوں نہ کرائی۔

(سنن ابی داؤد، ج1، ص131، آفتاب عالم پریس، لاہور)

(2) احادیث سے ثابت شدہ مواضع کے علاوہ وہاں اجازت ہے جہاں حاجت ہو، اور حاجت وہاں ہوتی ہے جہاں فسادِ نماز یا ترکِ واجب ہو رہا ہو، لہذا جہاں اس سے کم معاملہ ہو وہاں لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح مقتدی صرف اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے کہ اپنی نماز بچانے کے لئے اسے اس کی حاجت ہے۔

سوال: کیا نمازی کے اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! نمازی کے اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دینے سے اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام، کیونکہ نمازی کو اس کی حاجت نہیں ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ''(قوله وفتحه على غير إمامه) لأنه تعلم وتعليم'' ترجمہ: مفسدات صلوۃ میں سے اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دینا ہے کیونکہ یہ تعلیم و تعلم ہے۔

(فتاوی شامی، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ، جلد02، صفحہ461، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سیدی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں ''کیونکہ اس صورت میں خارج نماز شخص سے تلقین پائی گئی۔''

(فتاوی رضویہ، جلد06، صفحہ343، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

بہارِ شریعت میں ہے ''مصلی (نمازی) نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام''۔

(بہارشریعت، حصہ3، ص607، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دیتے قراءت کی نیت کر لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر قراءت کی نیت سے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''لو فتح غير امامه تفسد لا اذا اعنى به التلاوة دون التعليم'' ترجمہ: اگر اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی، ہاں اگر اس سے تلاوت کی نیت کی نہ کہ تعلیم کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(فتاوی ہندیہ، ج1، ص99، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سوال: اپنے مقتدی کے علاوہ (مثلاً جو نماز میں نہیں یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہے یا کسی اور کا مقتدی ہے) کا لقمہ لینا کیسا ہے؟

جواب: اپنے مقتدی کے علاوہ کا لقمہ لینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔شامی میں ہے ''(وفتحه على غير امامه)--وهو شامل لفتح المقتدى على مثله وعلى المنفرد وعلى غير المصلى وعلى امام آخر ،ولفتح الامام والمنفرد على اى شخص كان '' ترجمہ: اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، غیر امام کہنا مقتدی کے مقتدی کو لقمہ دینے ،مقتدی کے منفرد کو لقمہ دینے ،مقتدی کے غیر نمازی کو لقمہ دینے ،اپنے امام کے علاوہ دوسرے امام کو لقمہ دینے ،اور امام اور منفرد کے کسی بھی شخص کو لقمہ دینے کو شامل ہے۔
(ردالمحتار ،جلد02،صفحه461،مكتبه رشيديه، كوئٹه)

بہار شریعت میں ہے ''اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسدِ نماز ہے''
(بہار شریعت، حصہ3،ص 607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: اگر اپنے مقتدی کے علاوہ کسی نے لقمہ دیا اور اس کے بتاتے وقت خود یاد آ گیا تو اس کے مطابق عمل کرنے سے نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہو گی۔شامی میں ہے ''ارتج على الامام ففتح عليه من ليس فى صلاته و تذكر ،فان اخذ فى التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد '' ترجمہ: امام پر معاملہ مشتبہ ہوا، اسے اس شخص نے لقمہ دیا جو اس کا مقتدی نہ تھا، (مگر) اسے خود یاد آ گیا، اور اس نے لقمہ مکمل ہونے سے پہلے تلاوت میں درست کو لے لیا تو نماز فاسد نہ ہو گی۔
(شامی ،ج2،ص461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے ''اگر اس (اپنے مقتدی کے علاوہ شخص) کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں، یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آ جاتا، اس

کے بتانے کو کچھ دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔''
(بہار شریعت، حصہ3،ص 607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے، اگر مقتدی کو خود نہیں آتا، اس نے غیر مقتدی سے سن کر لقمہ دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: مقتدی نے غیر نمازی سے سن کر لقمہ دیا اور اس سے امام نے لے لیا تو اس کی، امام کی اور سب کی نماز فاسد ہو جائے گی، ہاں امام نے نہ لیا تو صرف لقمہ دینے والے کی ٹوٹے گی۔درمختار میں ہے ''اذا سمعه مؤتم من غير مصلٍ ففتح به تفسد صلاة الكل '' ترجمہ: اگر مقتدی نے غیر نمازی سے سن کر لقمہ دیا (اور امام نے لے لیا) تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔(الدر المختار مع ردالمحتار ،ج2،ص461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے ''اگر مقتدی نے دوسرے سے سن کر جو نماز میں اس کا شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا تو سب کی نماز گئی اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی۔''
(بہار شریعت، حصہ3،ص 607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: بے محل لقمہ دینے سے نماز کیوں ٹوٹتی ہے؟

جواب: لقمہ دینا اگرچہ ذکر و قراءت سے ہو درحقیقت کلام ہے کہ اس سے مقصود تنبیہ کرنا ہے کہ تم غلطی کر رہے ہو، جب یہ کلام ہے تو اس سے ہر صورت میں نماز ٹوٹنی چاہئے تھی مگر اصلاح نماز کی حاجت کے وقت یا جہاں لقمہ دینے کی اجازت خاص احادیث میں آ گئی وہاں خلافِ قیاس اجازت دی گئی۔امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اصل ان مسائل میں یہ

ہے کہ بتانا اگر چہ لفظاً قراءت یا ذکر مثلاً تسبیح وتکبیر ہے اور یہ سب اجزاء واذکارِ نماز سے ہیں مگر معنیً کلام ہے کہ اس کا حاصل امام سے خطاب کرنا اور اسے سکھانا ہوتا ہے یعنی تو بھولا، اس کے بعد تجھے یہ کرنا چاہئے، پُر ظاہر کہ اس سے یہی غرض مراد ہوتی ہے اور سامع کو بھی یہی معنی مفہوم، تو اس کے کلام ہونے میں کیا شک رہا اگر چہ صورۃً قرآن یا ذکر (ہو) ۔۔اس بنا پر قیاس یہ تھا کہ مطلقاً بتانا اگر چہ برمحل ہو مفسدِ نماز ہو کہ جب وہ بلحاظِ معنی کلام ٹھہرا تو بہرحال افسادِ نماز کرے گا مگر حاجتِ اصلاحِ نماز کے وقت یا جہاں خاص نص وارد ہے ہمارے ائمہ نے قیاس کو ترک فرمایا اور بحکمِ استحسان جس کے اعلیٰ وجوہ سے نص وضرورت ہے جواز کا حکم دیا۔'' (فتاوی رضویه، ج7، ص257، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ ابن امیر الحاج حلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''الذی یفتح کانہ یقول خذمنی کذا والتعلیم لیس من الصلاۃ فی شئ وادخال مالیس منہا فیہا یوجب فسادھا و کان قضیة ھذا المعنی ان تفسد صلاته اذا فتح علی امامه لکن سقط اعتبار التعلیم للاحادیث وللحاجة الی اصلاح صلاة نفسه فماعداذلك يعمل فیه بقضیة القیاس ''ترجمہ: لقمہ دینے والا گویا کہہ رہا ہوتا ہے کہ ''مجھ سے یہ لے لو'' اور سکھانا نماز کا حصہ نہیں اور ایسی شے کا نماز میں داخل کرنا جو نماز میں سے نہیں نماز کے فساد کا سبب ہے، اس بات کے پیش نظر ہونا یہی چاہیے کہ جب امام کو لقمہ دیا جائے تو بھی نماز فاسد ہو جائے لیکن اس صورت میں نماز کے فساد کا حکم اس لئے جاری نہیں کیا جاتا کہ احادیث میں اس کی اجازت ہے اور نماز کی اصلاح کی بھی حاجت ہے، البتہ اس کے علاوہ صورتوں میں قیاس پر عمل کیا جائے گا (یعنی نماز فاسد ہو جائے گی)۔

(حلیة المحلی شرح منیة المصلی)

اور ان دو مواضع کے علاوہ معاملہ اصل قیاس پر جاری ہوگا اور لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ بحر الرائق میں ہے ''القیاس فسادھا بہ وانما ترك للحاجة فعند عدمها یبقی الامر علی اصل القیاس ''ترجمہ: قیاس کے مطابق نماز لقمہ کے ساتھ فاسد ہو جانی چاہئے، البتہ حاجت کی بنا پر قیاس کو ترک کر دیا، جب حاجت نہ ہو تو معاملہ اصل قیاس کے مطابق ہی ہوگا۔ (بحر الرائق، ج2، ص7، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''پس جو بتانا حاجت ونص کے مواضع سے جدا ہو وہ بے شک اصل قیاس پر جاری رہے گا کہ وہاں اس کے حکم کا کوئی معارض نہیں، اس لئے اگر غیر نمازی یا دوسرے نمازی کو جو اس کی نماز میں شریک نہیں یا ایک مقتدی دوسرے مقتدی یا امام کسی مقتدی کو بتائے قطعاً نماز قطع ہو جائے گی کہ اس کی غلطی سے اس کی نماز میں کچھ خلل نہ آتا تھا جو اسے حاجتِ اصلاح ہوتی تو بے ضرورت واقع ہوا اور نماز گئی بخلاف امام کہ اس کی نماز کا خلل بعینہ مقتدی کی نماز کا خلل ہے تو اس کا بتانا اپنی نماز کا بتانا ہے۔''

(فتاوی رضویه، ج7، ص260، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
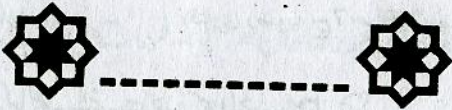
لقمہ کے مزید کچھ قواعد

سوال: نفل نماز کی جماعت ہو رہی ہو تو کیا مقتدی امام کو لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! نفل نماز کی جماعت میں بھی اپنے امام کو ضرورتاً لقمہ دے سکتے ہیں۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام جب نماز میں غلطی کرے تو اسے بتانا لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا تراویح یا نفل۔''
(فتاوی رضویہ، ج7، ص288، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا جمعہ کی نماز میں لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: امام کو ضرورۃً لقمہ دینا ہر نماز میں جائز ہے جمعہ ہو یا کوئی نماز۔ فتاوی رضویہ میں ہے ''امام کو لقمہ دینا ہر نماز میں جائز ہے جمعہ ہو یا کوئی نماز، بلکہ اگر اس نے ایسی غلطی کی جس سے نماز فاسد ہوگی تو لقمہ دینا فرض ہے، نہ دے گا اور اس کی تصحیح نہ ہوگی تو سب کی نماز جاتی رہے گی۔''
(فتاوی رضویہ، ج7، ص289، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا لقمہ لینے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب: صحیح لقمہ لینے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ فتاوی رضویہ میں ہے ''لقمہ دینے سے سجدۂ سہو نہیں آتا۔''
(فتاوی رضویہ، ج7، ص289، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی امجدیہ میں ہے ''امام سے غلطی ہوئی اور کسی نے صحیح لقمہ دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔''
(فتاوی امجدیہ، ج1، ص277، مکتبہ رضویہ، کراچی)

سوال: ضرورۃً ایک سے زیادہ لوگوں کا لقمہ دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں ''بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے بتائے سے امام کا اپنی غلط یاد پر اعتماد نہیں جاتا اور وہ اس کی تصحیح کو نہیں مانتا اور اس کا محتاج ہوتا ہے کہ متعدد شہادتیں اس کی غلطی پر گزریں تو یہاں فرض ہوگا دوسرا بھی بتائے اور اب بھی امام رجوع نہ کرے تو تیسرا بھی تائید کرے یہاں تک کہ صحیح کی طرف واپس آئے۔''
(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ280، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا نابالغ لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: نابالغ لقمہ دے سکتا ہے بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''فتح المراهق كالبالغ'' ترجمہ: تمیز دار بچے کا لقمہ دینا بالغ کے حکم میں ہے۔
(فتاوی ہندیہ، ج1، ص99، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''بالغ مقتدیوں کی طرح تمیز دار بچہ کا بھی اس میں حق ہے کہ اپنی نماز کی اصلاح کی سب کو حاجت ہے۔''
(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ284، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''لقمہ دینے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں، مراہق (بلوغت کے قریب) بھی لقمہ دے سکتا ہے، بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو''۔
(بہار شریعت، حصہ3، ص608، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: اگر امام سے غلطی ہوئی تو لقمہ دینے کے بجائے کھنکار کر اسے تنبیہ کرنے سے کیا نماز فاسد ہو جائے گی؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''کھانسنا کھنکارنا جبکہ بعذر یا کسی غرض صحیح کے لئے ہو جیسے گلا صاف کرنا یا امام کو سہو پر متنبہ کرنا تو مذہب صحیح میں ہرگز مفسد نماز نہیں۔''

(فتاوی رضویه، ج6،ص274،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: امام نے قراءت میں غلطی کی، مقتدی نے لقمہ دیا، امام نے نہ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اگر وہ غلطی کہ امام نے کی مغیر معنی مفسد نماز تھی اور مقتدی نے بتایا اور اس نے نہ لیا اُسی طرح غلط پڑھ کر آگے چل دیا تو امام کی نماز جاتی رہی اور اس کے سبب سے سب مقتدیوں کی بھی گئی اور اگر غلطی مفسد نہ تھی تو سب کی نماز ہوگئی اگرچہ امام غلطی پر قائم رہا اور لقمہ نہ لیا۔''

(فتاوی رضویه، ج6،ص330-331،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: بہرے امام کو لقمہ دیا گیا، اس نے نہ لیا، نماز کا کیا ہوگا؟

جواب: اسی طرح کے سوال کے جواب میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''غلطی جس پر لقمہ نہ لیا اگر مفسدِ نماز تھی نماز جاتی رہی ورنہ نہیں۔''

(فتاوی رضویه، ج6،ص617،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: ایک مرتبہ غلط لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا غلط لقمہ کے تکرار سے نماز ٹوٹتی ہے؟

جواب: ایک ہی بار غلط لقمہ دینے سے دینے والی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، تکرار شرط نہیں۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''تفسد صلاته بالفتح مرة ولا يشترط فيه تكراراً وهو الاصح'' ترجمہ: ایک مرتبہ لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اس میں تکرار شرط نہیں ہے، یہی اصح ہے۔

(فتاوی ہندیه، ج1،ص99،مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

سوال: لقمہ کن الفاظ کے ساتھ دینا چاہئے؟

جواب: امام قراءت کے علاوہ جہاں بھولے تو افضل یہ ہے کہ تسبیح یعنی سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا جائے، اور تکبیر یعنی اللہ اکبر کہہ کر بھی دے سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((**من نابه شیء فی صلوته فلیسبح فانه اذا سبح التفت الیه**)) ترجمہ: جب نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے تو سبحان اللہ کہو، جب سبحان اللہ کہا جائے گا تو امام متوجہ ہو جائے گا۔

(صحیح مسلم، ج1،ص225،مطبوعه دارابن حزم،بیروت)

تاتارخانیہ میں ہے ''المصلی اذا كبر بنية ان يعلم غيره انه فی الصلاة لاتفسد صلاته ،الاولى التسبيح لقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **التسبيح للرجال والتصفيق للنساء**'' ترجمہ: نماز جب اس نیت سے تکبیر کہے کہ وہ نماز میں غیر (اپنے امام) کو تنبیہ کر رہا ہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، افضل یہ ہے کہ تسبیح کہی جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تسبیح مردوں کے لئے ہے اور تصفیق (ہاتھ پر ہاتھ مارنا) عورتوں کے لئے۔

(فتاوی تاتارخانیه، ج1،ص575،ادارة القرآن)

فتاوی امجدیہ میں ہے ''مقتدی ایسے موقع پر جبکہ امام کو متوجہ کرنا ہو سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہے جس سے امام کو خیال ہو جائے اور نماز کو درست کرے۔''

(فتاوی امجدیہ، ج1، ص187، مکتبہ رضویہ، کراچی)

اگر قراءت میں بھولے تو افضل یہ ہے کہ جس آیت پر امام بھولا ہے، لقمہ دینے والا پہلے اس سے پچھلی آیت پڑھے اور پھر وہ آیت پڑھے جس کو بھولا ہے، جو آیت بھولا ہے وہی پڑھ دے تب بھی جائز ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے ''فی الفتاوی الحجة الاولی اذا فتح علی امامه ان یقرأ آیة قبلها ثم وصلها بمامعه کیلا یشبه التعلیم والتعلم وهذا لیس بلازم'' ترجمہ: فتاوی حجہ میں ہے کہ اولی یہ ہے کہ جب مقتدی امام کو لقمہ دے تو ماقبل والی آیت پڑھے، پھر ساتھ والی آیت اس سے ملا دے تاکہ تعلیم وتعلم کا شبہہ نہ ہو اور یہ حکم لازم نہیں ہے۔

(فتاوی تاتارخانہ، ج1، ص581، ادارۃ القرآن)

اگر امام کوئی سورت پڑھتے پڑھتے بھول گیا تو کسی اور سورت کا لقمہ بھی دے سکتے ہیں۔ محیط برہانی میں ہے ((**عن عمر** رضی اللہ عنہ **انه قرأ سورة النجم وسجد فلما عاد الی القیام ارتج علیه فلقنه واحد ﴿اذا زلزلت الارض﴾ فقرأها ولم ینکر علیه**)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے سورۂ نجم کی تلاوت کی، اسی دوران آیت سجدہ پر سجدہ کر کے جب قیام کی طرف لوٹے تو آپ بھول گئے، کسی نے ﴿**اذا زلزلت الارض**﴾ کا لقمہ دیا، پس آپ نے اس کو پڑھا اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔

(محیط برہانی، ج2، ص154، ادارۃ القرآن، کراچی)

سورۂ فاتحہ کے بعد امام کو کوئی سورت یاد نہیں آ رہی تو کسی بھی سورت یا آیت کا لقمہ دیا جا سکتا ہے۔ بدائع میں ہے ((**عن ابن عمر** رضی اللہ تعالی عنہما **انه قرأ الفاتحة فی صلاة المغرب فلم یتذکر سورة فقال نافع ﴿اذا زلزلت﴾ فقرأ**)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز

مغرب میں سورۂ فاتحہ پڑھی تو آگے سورت یاد نہ آئی، پس حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ نے ﴿**اذا زلزلت**﴾ کہہ کر لقمہ دیا تو آپ نے اس سورت کی تلاوت کی۔

(بدائع الصنائع، ج1، ص236، ایچ ایم سعید، کراچی)

سوال: امام نے بیٹھنا تھا، بھول کر کھڑا ہونے لگا تو مقتدی نے اسے کہا ''بیٹھ جاؤ'' تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ کلام ہے اور کلام ہر صورت میں نماز فاسد کر دیتا ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''اذا تکلم فی صلاته ناسیا او عامدا خاطئا او قاصدا قلیلا او کثیرا تکلم لاصلاح صلاته بان قام الامام فی موضع القعود فقال له مقتدی اقعد او قعد فی موضع القیام فقال له قم'' ترجمہ: نماز کے اندر کلام نماز کو فاسد کر دیتا ہے، چاہے کلام بھول کر ہو یا عمداً ہو، خطا سے ہو یا قصداً ہو، تھوڑا ہو یا زیادہ ہو، خواہ نماز کی اصلاح کے لئے ہو جیسا کہ امام بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہونے لگا تو اسے کہا کہ ''بیٹھ جاؤ'' یا قیام کی جگہ بیٹھنے لگا تو اسے کہا کہ ''کھڑے ہو جاؤ''۔

(فتاوی ہندیہ، ج1، ص98، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سوال: کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا، پھر اس کے پیچھے نماز پڑھی اور اسے نماز میں لقمہ دیا، تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟

جواب: قسم نہیں ٹوٹے گی، کیونکہ لقمہ دینا (جبکہ اپنی شرائط کے ساتھ ہو) شرعاً مطلق طور پر کلام نہیں ہے۔ جوہرہ نیرہ میں ہے ''إن حلف لا یکلم فلانا فصلی خلفه فسها الإمام فسبح به الحالف أو فتح علیه بالقراءة لم یحنث لأن هذا لا یسمی

کلاما علی الإطلاق لأن الکلام یبطل الصلاۃ وھذا لا یبطلھا وإن فتح علیہ فی غیر الصلاۃ حنث لأنہ [illegible] اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہیں کروں گا، پھر اس کے پیچھے نماز پڑھی، وہ بھولا، اس حالف نے اسے تسبیح یا قراءت کے ذریعے لقمہ دیا تو حانث نہیں ہوگا کیونکہ اسے علی الاطلاق کلام نہیں کہا جاتا کیونکہ کلام نماز کو باطل کر دیتا ہے اور یہ نماز کو باطل نہیں کرتا۔ ہاں اگر غیر نماز میں لقمہ دیا تو حانث ہوجائے گا کیونکہ یہ کلام ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، ج1، ص198، المطبعۃ الخیریہ)

سورۂ فاتحہ میں لقمہ کے مسائل اور اس کے متعلقات

سوال: جن نمازوں میں سر (آہستہ قراءت) کرنا واجب ہے، ان میں بھول کر کتنی جہری (بلند آواز سے) قراءت کرلیں تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، اور جن نمازوں میں جہر واجب ہے ان میں کتنی سری قراءت کرلیں تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب: ماتجوز بہ الصلوۃ (یعنی اتنی مقدار جس سے نماز کا فرض ادا ہوجاتا ہے) سری کرنی تھی جہری کرلی یا جہری کرنی تھی سری کرلی تو سجدۂ سہو واجب ہوجاتا ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے "لو جھر فیما یخافت او خافت فیما یجھر وجب علیہ سجود السھو واختلفوا فی مقدارِ مایجب بہ السھو منھما قیل یعتبر فی الفصلین بقدرِ ماتجوز بہ الصلوۃ وھو الاصح" ترجمہ: جہاں خفی قرأت کرنی تھی وہاں جہر کی یا جہاں جہر کرنی تھی وہاں خفی کی، تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ جس سے سجدہ سہو ہوتا ہے اس مقدار میں اختلاف ہے کہا گیا کہ دونوں صورتوں میں ماتجوز بہ الصلوۃ مقدار معتبر ہے، یہی اصح ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، جلد1، صفحہ128، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے "امام نے جہری نماز میں بقدرِ جواز نماز یعنی ایک آیت (کی مقدار) آہستہ پڑھی یا سری میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔" (بہار شریعت، حصہ4، ص714، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: ماتجوز بہ الصلوۃ (یعنی وہ مقدار جس سے نماز کا فرض ادا

ہو جاتا ہے) کتنی ہے؟

جواب: کم از کم دو کلمے چھ حروف، اسے ایک آیت کی مقدار بھی کہتے ہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا'' آیت مایجوز بہ الصلوۃ کتنی مقدار ہے؟ تو جواباً ارشاد فرمایا'' وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت نے اس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو۔'' (فتاوی رضویہ، ج6، ص344، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا۔''

(بہار شریعت، حصہ3، ص512، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: امام نے (ظہر یا عصر) سری قراءت کرنا تھی، بھول کر بلند آواز سے شروع کردی، کب تک لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: جب تک ایک آیت کی مقدار نہ پڑھی ہو اس وقت تک لقمہ دے سکتے ہیں اور اگر ایک آیت کی مقدار پڑھ چکا ہے (جیسے **الحمدللہ** کہہ چکا ہے) تو اب لقمہ نہیں دے سکتے، دیں گے تو دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام اس کا لقمہ لے گا تو اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی، کیونکہ ایک آیت کی مقدار سر کا جہر کرنے سے سجدۂ سہو جو لازم ہونا تھا ہو چکا، اب سلام تک سجدۂ سہو سے زیادہ اور کچھ نہیں ہونا لہذا لقمہ بے محل

و بے فائدہ ہوا۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:''ترکِ واجب ولزومِ سجدۂ سہو وہ ہو چکا اب اس کے بتانے سے مرتفع نہیں ہو سکتا اور اس سے زیادہ کسی دوسرے خلل کا اندیشہ نہیں جس سے بچنے کو یہ فعل کیا جائے کہ غایت درجہ وہ بھول کر سلام پھیر دے گا پھر اس سے نماز تو نہیں جاتی وہی سہو کا سہو ہی رہے گا، ہاں جس وقت سلام شروع کرتا اس وقت حاجت متحقق ہوتی اور مقتدی کو بتانا چاہئے تھا کہ اب نہ بتانے میں خلل وفسادِ نماز کا اندیشہ ہے کہ یہ تو اپنے گمان میں نماز تمام کرچکا، عجب نہیں کہ کلام وغیرہ کوئی قاطع نماز اس سے واقع ہو جائے، اس سے پہلے نہ خلل واقع کا ازالہ تھا نہ خلل آئندہ کا اندیشہ تو سوا فضول و بے فائدہ کے کیا باقی رہا لہذا مقتضائے نظر فقہی پر اس صورت میں بھی فسادِ نماز ہے۔'' (فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ264، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام نے (مغرب یا عشاء میں) جہری قراءت کرنا تھی، ثناء پڑھنے میں زیادہ دیر لگا دی، اس سے مقتدیوں نے اندازہ لگایا کہ امام نے بھول کر آہستہ آواز سے شروع کردی ہے، کیا اس صورت میں امام کو لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: اس صورت میں مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں، اگر دے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ اگر اس نے ثناء وغیرہ کو اتنی ترتیل سے پڑھا کہ ابھی تک سورۂ فاتحہ شروع ہی نہ کی ہو تو ابھی تک لقمہ کا محل نہ ہوا، اور اگر ﴿**الحمد للہ**﴾ تک یا اس سے آگے تک پڑھ چکا ہو تو اب بھی محل نہ رہا کہ جو سجدۂ سہو واجب ہونا تھا ہو چکا۔ اب

سلام تک سجدۂ سہو کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا، ہاں اگر ایک طرف سلام کے بعد اگر سجدۂ سہو چھوڑ کر دوسری طرف سلام پھیرنے لگے تو سجدۂ سہو کے لئے لقمہ دے سکتے ہیں کیونکہ اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہوجائے گی۔

بالفرض اگر مقتدی اتنا قریب ہے کہ اس نے سن لیا کہ امام نے ﴿**الحمد**﴾ سراً (آہستہ) کہا ہے، اس نے آگے پڑھنے سے پہلے لقمہ دے دیا تو صحیح ہے۔

سوال: امام صاحب نے بھول کر عشاء میں فرضوں کی تیسری رکعت میں جہراً قراءت کی اور سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت ﴿**الحمد لله**﴾ پڑھ لی، پیچھے سے مقتدی نے لقمہ دیا اور امام صاحب نے لقمہ لے لیا، نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں امام ومقتدی سب کی نماز فاسد ہوگئی، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

عشاء کے فرضوں کی تیسری رکعت میں سری قراءت واجب ہے۔ بہار شریعت میں ہے ''مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری چوتھی یا ظہر وعصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔'' (بہار شریعت، حصہ3، ص544، مکتبۃ المدینہ کراچی)

جب امام نے ایک آیت کی مقدار یعنی ﴿**الحمد لله**﴾ جہر سے پڑھ لی تھی اس وقت سجدہ سہو واجب ہوگیا کہ اتنی قراءت اگر سری رکعت میں جہر سے کی جائے تو سجدہ سہو واجب ہوجاتا ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''لو جهر فيما يخافت او خافت فيما يجهر وجب عليه سجود السهو واختلفوا في مقدار مايجب به السهو منهما

قيل يعتبر في الفصلين بقدر ماتجوز به الصلوة وهو الاصح '' ترجمہ: جہاں خفی قرأت کرنی تھی وہاں جہر کی یا جہاں جہر کرنی تھی وہاں خفی کی، تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ جس سے سجدہ سہو ہوتا ہے اس مقدار میں اختلاف ہے کہا گیا کہ دونوں صورتوں میں ماتجوز به الصلوة مقدار معتبر ہے، یہی اصح ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، جلد1، صفحہ128، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

جب سجدۂ سہو واجب ہوگیا تو اب لقمہ دینے کا محل نہ رہا کیونکہ اب سلام تک سجدۂ سہو سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا، اور جب لقمہ بے محل ہوا تو لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

(سورۂ فاتحہ کے علاوہ) قراءت میں لقمہ دینا

سوال: امام بقدرِ واجب قراءت کر چکا ہو اور بھول جائے تو کیا مقتدی اس کو لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! لقمہ دے سکتا ہے۔ ردالمحتار میں ہے ''الفتح علی امامہ غیر منھی عنہ۔بحر۔۔سواء قرأ الامام قدرما یجوز بہ الصلوۃ ام لا انتقل الی ایۃ اخری ام لاتکرر الفتح ام لا ھو الاصح،نھر'' ترجمہ: اپنے امام کو لقمہ دینا جائز ہے ،چاہے امام مایجوز بہ الصلوۃ قراءت کر چکا ہو یا نہیں، دوسری آیت کی طرف منتقل ہوا ہو یا نہیں، بار بار لقمہ دیا گیا ہو یا نہیں، اصح یہی ہے، نہر۔

(ردالمحتار ،جلد02،صفحہ461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام جہاں غلطی کرے مقتدی کو جائز ہے کہ اسے لقمہ دے اگرچہ ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو یہی صحیح ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج6،ص 371،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: امام قراءت میں بھولا ،قراءت سے لقمہ دیا گیا، آیا لقمہ دینے والا قراءت کی نیت کرے گا یا لقمہ دینے کی؟

جواب: لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے، بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''الصحیح انہ ینوی الفتح علی امامہ دون القراءۃ'' ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ وہ لقمہ کی نیت کرے گا، قراءت کی نہیں۔

(فتاوی ہندیہ،ج1،ص99،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے ''(ینوی الفتح لا القراءۃ)ھو الصحیح ،لان قراءۃ المقتدی منھی عنھا والفتح علی امامہ غیر منھی عنہ'' ترجمہ: وہ لقمہ کی نیت کرے گا، قراءت کی نہیں، یہی صحیح ہے، کیونکہ مقتدی کو قراءت ممنوع ہے اور اپنے امام کو لقمہ دینا ممنوع نہیں۔

(ردالمحتار ،جلد02،صفحہ461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

مبسوط للسرخسی میں ہے ''وقد قال بعض مشایخنا ینوی بالفتح علی إمامہ التلاوۃ وھو سھو، فقراءۃ المقتدی خلف الإمام منھی عنھا، والفتح علی إمامہ غیر منھی عنہ، ولا یدع نیۃ ما رخص لہ بنیۃ شیء ھو منھی عنہ''

(مبسوط للسرخسی،ج1،ص193،دار المعرفۃ،بیروت)

بہار شریعت میں ہے ''لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے، بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے''

(بہار شریعت،حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: امام قراءت میں بھولا تو مقتدی کو لقمہ دینے میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے، مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رکتا ہے تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔

(بہار شریعت،حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی ہندیہ میں ہے ''یکرہ للمقتدی ان یفتح علی امامہ من ساعتہ لجواز ان یتذکر من ساعتہ''

(فتاوی ہندیہ،ج1،ص99،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

مبسوط للسرخسی میں ہے ''لا ینبغی أن یعجل بالفتح علی

الإمام" ترجمہ: مقتدی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لقمہ میں جلدی کرے۔

(مبسوط للسرخسی، ج1، ص193، دار المعرفة، بیروت)

سوال: امام قراءت میں بھولا تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کردے بشرطیکہ اس کا وصل مفسدِ نماز نہ ہو اور اگر بقدرِ حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کردے، مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے، مگر وہ غلطی ایسی ہے جس میں فسادِ معنی تھا تو اصلاحِ نماز کے لیے اس کا اعادہ لازم تھا (یعنی اسے درست کر کے پڑھنا لازم تھا) اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکے تو (نماز) گئی۔

(بہارشریعت، حصہ3، ص607، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مبسوط للسرخسی میں ہے "ولا ینبغی للإمام أن یحوجه إلی ذلك بل یرکع أو یتجاوز إلی آیة أو سورة أخری، فإن لم یفعل وخاف أن یجری علی لسانه ما یفسد الصلاة فحینئذ یفتح لقول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ إذا استطعمك الإمام فأطعمه" ترجمہ: امام کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مقتدی کو لقمہ کے لئے مجبور کرے، بلکہ اسے چاہیے کہ (اگر بقدرِ جواز تلاوت کر چکا ہے) تو رکوع کردے یا دوسری آیت یا سورت کی طرف منتقل ہو جائے، اگر وہ ایسا نہ کرے اور اس کی زبان پر کوئی مفسدِ نماز چیز جاری ہونے کا خوف ہو تو اس وقت مقتدی لقمہ دے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ امام جب تم سے لقمہ طلب کرے تو تم اسے لقمہ دو۔

(مبسوط للسرخسی، ج1، ص193، دار المعرفة، بیروت)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے "ولا ینبغی للامام ان یلجئھم الی الفتح لانه یلجئھم الی القراءة خلفه وانه مکروه بل یرکع ان قرأ قدر ماتجوز به الصلاة والا ینتقل الی ایة اخری، کذا فی الکافی، وتفسیر الالجاء ان یردد الآیة او یقف ساکتاً"

(فتاوی ہندیہ، ج1، ص99، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سوال: مذکورہ بالا جواب سے دو سوال پیدا ہوئے:

(1) ایک آیت کو چھوڑ کر کسی دوسری آیت کو شروع کرنا کب مفسدِ نماز ہے اور کب نہیں؟

(2) بقدرِ حاجت پڑھنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) ایک آیت کو چھوڑ کر دوسری آیت شروع کردی تو اس کی تین صورتیں ہیں:

(ا) پہلی آیت پر وقف کیا پھر دوسری آیت کو پڑھا تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی چاہے معنی فاسد ہوں یا نہ ہوں۔

(ب) اگر وصل کیا اور معنی فاسد نہ ہوئے تو نماز ہو جائے گی۔

(ج) اگر وصل کیا اور معنی فاسد ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

بہارشریعت میں ہے "ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے ﴿**والعصر ۝ ان الانسان**﴾ پر وقف کر کے ﴿**ان الابرار لفی نعیم**﴾ پڑھا، یا ﴿**ان الذین امنوا وعملوا الصلحت**﴾ پر وقف کیا، پھر پڑھا ﴿**اولئک هم شر البریة**﴾ نماز ہو گئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ

نہیں، جیسے ﴿**ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت کانت لهم جنّٰت الفردوس**﴾ کی جگہ ﴿**فلهم جزآء الحسنٰی**﴾ پڑھا نماز ہوگئی۔''

(بہار شریعت، حصہ3، ص556، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(2) بقدرِ حاجت سے مراد قراءت کی وہ کم از کم مقدار جو واجب ہے یعنی سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت یا ایک چھوٹی سورت۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ واجبات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''سورت ملانا ایک چھوٹی سورت جیسے ﴿**انا اعطینٰک الکوثر**﴾ یا تین چھوٹی آیتیں جیسے ﴿**ثم نظر ○ثم عبس وبسر ○ثم ادبر واستکبر ○**﴾ یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا۔''

(بہار شریعت، حصہ3، ص517، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: قراءت بھولنے اور لقمہ لینے دینے میں امام اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کی مقدار چپ ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ درمختار میں ہے ''اذا شغله الشك فتفكر قدر اداء ركن ولم يشتغل حالة الشك بقراءة وجب عليه سجدة السهو'' ترجمہ: جب کوئی شک میں پڑ جائے اور وہ ایک رکن (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے) کی مقدار غور کرتا رہے اور حالتِ شک میں قراءت میں مشغول نہ ہوا تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

(درمختار، ج1، ص103، مطبع مجتبائی، دہلی)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''یاد نہیں آتا، یاد کرنے کے لئے رکا اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر رکے گا نماز میں کراہتِ تحریم آئے

گی اور سجدۂ سہو واجب ہوگا۔۔ تو اس صورت میں جب اسے رکا دیکھیں مقتدیوں پر بتانا واجب ہوگا کہ سکوت قدرِ ناجائز تک نہ پہنچے۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص281، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام نے صحیح قراءت کی، مقتدی کو شبہہ ہوا، اس نے غلط لقمہ دیا، کیا حکمِ شرعی ہے؟

جواب: سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام نے صحیح پڑھا مقتدی کو دھوکہ ہوا کہ اس نے غلط بتایا اس کی مقتدی کی نماز ہر طرح جاتی رہی، پھر اگر امام نے نہ لیا تو امام اور دیگر مقتدیوں کی نماز صحیح رہی اور اگر لے لیا تو سب کی گئی۔''

(فتاوی رضویہ، ج6، ص331، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نوٹ: یہ مسئلہ تراویح کے علاوہ ہے، تراویح کا مسئلہ آگے آئے گا۔

سوال: نماز میں خلافِ ترتیب قرآن پاک پڑھنا (یعنی پہلی رکعت میں اگلی سورت پڑھنا اور دوسری رکعت میں اس سے پچھلی سورت کی تلاوت کرنا، مثلاً سورۂ فلق کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت کرنا) کیسا ہے؟

جواب: اگر قصداً ایسا کیا تو گناہ ہے مگر نماز کے اعادہ کا حکم نہیں، اور بھول کر کیا گناہ بھی نہیں اور سجدۂ سہو اور اعادہ بھی نہیں۔ شامی میں ہے ''یجب الترتیب فی سورة القرآن فلو قرأ منکوساً اثم لکن لایلزمه سجود السهو لان ذلك من واجبات القراءة لامن واجبات الصلوة'' ترجمہ: قرآن کی سورتوں میں ترتیب واجب ہے، لہذا اگر الٹا پڑھا تو گناہ گار ہوگا، مگر اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا کیونکہ یہ واجباتِ قراءت میں

سے ہے، واجباتِ نماز میں سے نہیں۔ (ردالمحتار، ج2، ص183، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ فرماتے ہیں "امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہواً پڑھیں تو کچھ حرج نہیں، قصداً پڑھیں تو گناہ گار ہے، نماز میں کچھ خلل نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، ج6، ص239، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کسی نے پچھلی سورت شروع کردی، اسے یاد آ گیا تو کیا وہ اسے چھوڑ کر اگلی والی سورت پڑھ سکتا ہے؟

جواب: اس کی شرعاً اجازت نہیں، جو شروع کر چکا اسے ہی پڑھے۔ ردالمحتار میں ہے "افتتح سورۃً قصدہ سورۃ اخری فلما قرأ ایۃ او ایتین اراد ان یترك تلك السورۃ فیفتتح التی ارادھا یکرہ" ترجمہ: نمازی کا ارادہ ایک سورت شروع کرنے کا تھا، اس نے کوئی دوسری سورت شروع کردی، ایک آیت یا دو آیتیں پڑھیں، اس نے قصد کیا کہ شروع کی ہوئی کو چھوڑ دے اور اسے شروع کرے جس کا پہلے ارادہ کیا تھا، تو ایسا کرنا اس کے لئے مکروہ ہے۔ (ردالمحتار، ج2، ص330، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے "زبان سے سہواً جس سورہ کا ایک کلمہ نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا مقدم ہو خواہ مکرر۔" (فتاوی رضویہ، ج6، ص350، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام نے پہلی رکعت میں اگلی سورت پڑھی، دوسری رکعت میں اس سے پچھلی سورت کی تلاوت شروع کردی، مثلاً سورۂ فلق کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت شروع کردی، اس میں کیا مقتدی امام کو لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: اس صورت میں مقتدی لقمہ نہیں دے سکتا، کیونکہ امام کے لئے حکم ہے

کہ اسی سورت کو پورا کرے، لہٰذا اگر لقمہ دے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام لے گا تو اس کی بھی ٹوٹ جائے گی۔ فتاوی فقیہ ملت میں ہے "خلافِ ترتیب پڑھنے کے بعد اگر کسی نے لقمہ دے دیا تو اس کا لقمہ دینا اور امام کا اسے قبول کرنا جائز نہیں کہ امام کو اوپر والی سورت شروع کرنے کے بعد اسی کو پورا کرنے کا حکم ہے، اسے چھوڑ کر بعد والی سورت پڑھنے کی اجازت نہیں۔۔۔ ایسی صورت میں لقمہ دینے والے کی نماز بے جا لقمہ دینے کے سبب فاسد ہو گئی اور اگر امام نے ایسا لقمہ لے لیا تو امام کی اور اس کے ساتھ سب کی نماز خراب ہو گئی۔" (فتاوی فقیہ ملت، ج1، ص165، شبیر برادرز، لاہور)
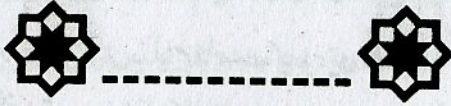
رکوع میں لقمہ دینا اور اس کے متعلقات

سوال: رمضان میں وتر جماعت سے ہو رہے تھے، امام وتروں کی تیسری رکعت میں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا، کسی نے لقمہ دیا تو امام اس کا لقمہ لے کر کھڑا ہو گیا، دعائے قنوت پڑھی، سجدہ سہو کیا، کیا نماز ہو گئی؟

جواب: جو شخص قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے اسے جائز نہیں کہ پھر قنوت کی طرف پلٹے، تو جس نے لقمہ دیا غیر محل میں ہونے کی وجہ سے اس کی نماز ٹوٹ گئی، امام اس کا لقمہ لے کر لوٹا تو امام کی نماز بھی ٹوٹ گئی، اس کی ٹوٹی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی، لہذا سب نماز دوبارہ پڑھیں۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جو شخص قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے اسے جائز نہیں کہ پھر قنوت کی طرف پلٹے۔۔تو جن مقتدیوں نے اسے اس عودِ ناجائز کی طرف بلانے کے لئے تکبیر کہی اس کی نماز فاسد ہوئی۔۔اب کہ وہ ان مقتدیوں کے بتانے سے پلٹا اور یہ نماز سے خارج تھے تو خود اس کی بھی نماز جاتی رہی اور اس کے سبب سب کی گئی لانہ امتثل امرھم او تذکر بتکبیرھم فعاد برائ نفسہ فقد تعلم ممن ھو خارج الصلوۃ کما افادہ فی البحر۔''

(فتاوی رضویہ، ج8، ص219، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام فرضوں کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیات پڑھے بغیر رکوع میں چلا گیا، کیا مقتدی اس کو لقمہ دے سکتا ہے؟ اور کیا امام اس کا لقمہ لے کر واپس [illegible] ہے؟

جواب: اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے چند باتیں ذہن نشین کر لیں:

(1) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت یا ایک چھوٹی سورت ملانا واجب ہے۔

(2) کوئی شخص سورۂ فاتحہ کے بعد ان کو پڑھے بغیر رکوع میں چلا جائے اسے یاد آجائے تو حکم ہے کہ واپس آئے اور مقدارِ واجب پڑھ کر پھر دوبارہ رکوع کرے کہ پہلا رکوع لوٹنے سے باطل ہو جائے گا، اور آخر میں سجدۂ سہو کر لے، اگر اسے رکوع میں یاد نہ آئے تو آخر میں سجدۂ سہو کر لے، اس کی نماز ہو جائے گی۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جو سورت ملانا بھول گیا اگر اسے رکوع میں یاد آیا تو فوراً کھڑے ہو کر سورت پڑھے، پھر رکوع دوبارہ کرے، پھر نماز تمام کر کے سجدۂ سہو کرے اور اگر رکوع کے بعد سجدہ میں یاد آیا تو صرف آخر میں سجدۂ سہو کر لے، نماز ہو جائے گی اور پھیرنی نہ ہو گی۔''

(فتاوی رضویہ، ج8، ص196، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) یہ لوٹنا فرض سے واجب کی طرف نہیں بلکہ فرض سے فرض کی طرف ہے کیونکہ قراءت کا وہ حصہ اگرچہ واجب ہے مگر قراءت من الحیث القراءۃ فرض ہے اور وہ قراءت کی طرف لوٹ رہا ہے۔ ردالمحتار میں ہے ''لانہ لما عاد وقرأ وقعت القراءۃ فرضاً، ولاینافیہ کون الفرض فیھا آیۃ واحدۃ والزائد واجب وسنۃ، لانہ معناہ ان اقل الفرض آیۃ۔۔حتی لو قرأ القرآن کلہ وقع فرضاً'' ترجمہ: کیونکہ جب وہ قراءت کے لئے رکوع سے قیام کی طرف لوٹا تو فرض قراءت واقع ہوئی، یہ اس کے منافی نہیں کہ اس میں تو ایک آیت فرض ہے اور اس سے زائد واجب اور سنت ہے، کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ فرض کا اقل ایک آیت ہے، یہاں تک کہ اگر پورا قرآن بھی پڑھا تو سب

سب کا فرض واقع ہوگا۔ (ردالمحتار، ج2،ص656،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

ان امور کو ذہن نشین کرنے کے بعد صورت مسئلہ بالکل واضح ہے کہ جب امام مقدارِ واجب کو چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگیا، اب اگر اسے لقمہ نہ بھی دیا جائے تو سجدۂ سہو کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا، لہذا مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں، دے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام لے گا تو اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔
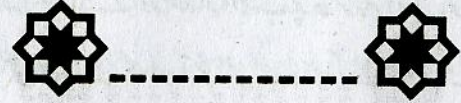
قعدۂ اولیٰ میں بھولنے پر لقمہ دینے کے مسائل

سوال: اگر امام چار رکعت میں دو پڑھ کر بغیر تشہد پڑھے بھول کر سیدھا کھڑا ہو جائے تو کیا اسے لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: اس کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں کیونکہ امام سیدھا کھڑا ہو جائے تو اسے لوٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے لقمہ دیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، اور امام لے کر لوٹا تو اس کی اور اس کے پیچھے سب مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اگر امام پورا کھڑا ہو گیا تھا اس کے بعد مقتدی نے بتایا تو مقتدی کی نماز اسی وقت جاتی رہی اور جب اس کے کہنے سے امام لوٹا تو اس کی بھی گئی اور سب کی گئی۔'' (فتاوی رضویہ ،جلد8،صفحہ214، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سوال: امام قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہونے لگا، ابھی بیٹھنے کے قریب تھا، لقمہ دیا گیا، وہ لقمہ لے کر بیٹھ گیا، کیا اس صورت میں لقمہ دینا لینا درست تھا، اور کیا نماز ہوگئی؟

جواب: جی ہاں! اس صورت میں لقمہ دینا لینا درست تھا اور سب کی نماز ہوگئی کیونکہ جب تک امام بیٹھنے کے قریب ہے اس وقت تک سجدۂ سہو وغیرہ کچھ واجب نہ ہوا۔ ردالمحتار میں ہے'' (قوله ولا سهو عليه في الأصح) يعني إذا عاد قبل أن يستتم قائما وكان إلى القعود أقرب فإنه لا سجود عليه في الأصح وعليه الأكثر '' ترجمہ: اگر سیدھا کھڑا ہونے سے قبل لوٹا اور بیٹھنے کے زیادہ قریب تھا تو اصح قول کے مطابق سجدہ سہو نہیں اور اسی پر اکثر مشائخ ہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوۃ،باب سجود السھو، جلد2،صفحہ661،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور خطرہ ہے کہ اسے لقمہ نہ دیا گیا تو یہ کھڑے ہونے کے قریب ہو جائے گا اور بھول کر کھڑا ہونے کے قریب ہونے سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے لہذا اس سے بچانے کے لئے لقمہ دینے کی اجازت ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اگر امام ابھی پورا سیدھا کھڑا نہ ہونے پایا تھا کہ مقتدی نے بتایا اور وہ بیٹھ گیا تو سب کی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو کی حاجت نہ تھی۔"

(فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ214، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سوال: امام قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہونے لگا، کھڑے کے قریب تھا، لقمہ دیا گیا، وہ لقمہ لے کر بیٹھ گیا، کیا اس صورت میں لقمہ دینا لینا درست تھا، اور کیا نماز ہوگئی؟

جواب: اس صورت میں لقمہ دینے کی اجازت نہیں کیونکہ کھڑا ہونے کے قریب پہنچ جانے سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "واما اذا عاد وھو الی القیام اقرب فعلیہ سجود السھو جبرا لنقصان رفض الفرض للواجب" ترجمہ: اگر وہ قیام کے زیادہ قریب تھا پھر لوٹا تو اس پر سجدۂ سہو ہے کہ یہ واجب کی خاطر فرض چھوڑنے کے نقصان کو پورا کرنا ہے۔

(جد الممتار، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السھو، جلد2، صفحہ471، مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

جب سجدۂ سہو لازم ہو گیا تو اب سلام تک آگے جانے سے مزید کچھ نہیں ہوگا کہ لقمہ کی حاجت ہو، لہذا اگر اس صورت میں لقمہ دے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور امام اس کا لقمہ لے کر لوٹے گا تو اس کی اور سب کی ٹوٹ جائے گی۔

سوال: امام ابھی بیٹھنے کے قریب تھا کہ کسی نے لقمہ دیا، لقمہ کو سمجھتے سمجھتے امام سیدھا کھڑا ہو گیا، پھر واپس لوٹ آیا، اس لقمہ دینے کا اور امام کے سیدھا کھڑے ہو کر لوٹنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں مقتدی کے لقمہ دینے سے اس کی نماز تو فاسد نہ ہوئی لیکن امام کا کھڑا ہو کر لوٹنا ناجائز تھا جس کے سبب نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوئی۔ سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں "اگر امام ابھی پورا سیدھا کھڑا نہ ہونے پایا تھا کہ مقتدی نے بتایا اور وہ بیٹھ گیا تو سب کی نماز ہوگئی اور سجدہ سہو کی حاجت نہ تھی اور اگر امام پورا کھڑا ہو گیا تھا اس کے بعد مقتدی نے بتایا تو مقتدی کی نماز اسی وقت جاتی رہی اور جب اس کے کہنے سے امام لوٹا تو اس کی بھی گئی اور سب کی گئی۔ اور اگر مقتدی نے اس وقت بتایا تھا کہ امام ابھی پورا سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں پورا سیدھا ہو گیا اس کے بعد لوٹا تو مذہب اصح میں نماز ہو تو سب کی گئی مگر مخالف حکم کے سبب مکروہ ہوئی کہ سیدھا کھڑا ہونے کے بعد قعدہ اولیٰ کے لئے لوٹنا جائز نہیں، نماز کا اعادہ کریں خصوصاً ایک مذہب قوی پر نماز ہوئی ہی نہیں، تو اعادہ فرض ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد08، صفحہ213-214، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: چار رکعتوں والی نماز میں امام قعدہ اولیٰ میں بیٹھا اور کافی دیر ہو گئی تو مقتدی نے لقمہ دے دیا اور امام نے اس کا لقمہ لے کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں لقمہ دینے والے اور لینے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں، اگر لقمہ دے

گا تو دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور امام لے گا تو امام کی اور سب مقتدیوں کی نماز ٹوٹ جائے گی، ہاں اگر امام سلام پھیرنے لگے تو اس وقت لقمہ دے سکتا ہے۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جب امام کو قعدۂ اولیٰ میں دیر ہوئی اور مقتدی نے اس گمان سے کہ یہ (امام) قعدۂ اخیرہ سمجھا ہے، تنبیہ کی تو دو حال سے خالی نہیں:

(1) یا تو واقع میں اس کا گمان غلط ہوگا یعنی امام قعدۂ اولیٰ ہی سمجھا ہے اور دیر اس وجہ سے ہوئی کہ اس نے اس بار التحیات زیادہ ترتیل سے ادا کی، جب تو ظاہر ہے کہ مقتدی کا بتانا نہ صرف بے ضرورت بلکہ محض غلط واقع ہوا تو یقیناً کلام ٹھہرا اور مفسدِ نماز ہوا۔

(2) یا اس کا گمان صحیح تھا، غور کیجئے تو اس صورت میں بھی اس بتانے کا محض لغو و بے حاجت واقع ہونا اور اصلاحِ نماز سے اصلاً تعلق نہ رکھنا ثابت کہ امام قعدۂ اولیٰ میں اتنی تاخیر کر چکا جس سے مقتدی اس کے سہو پر مطلع ہوا تو لاجرم یہ تاخیر بقدرِ کثیر ہوئی اور جو کچھ ہونا تھا یعنی ترکِ واجب ولزوم سجدۂ سہو وہ ہو چکا اب اس کے بتانے سے مرتفع نہیں ہو سکتا اور اس سے زیادہ کسی دوسرے خلل کا اندیشہ نہیں جس سے بچنے کو یہ فعل کیا جائے کہ غایت درجہ وہ بھول کر سلام پھیر دے گا پھر اس سے نماز تو نہیں جاتی وہی سہو کا سہو ہی رہے گا، ہاں جس وقت سلام شروع کرتا اس وقت حاجت متحقق ہوتی اور مقتدی کو بتانا چاہئے تھا کہ اب نہ بتانے میں خلل وفسادِ نماز کا اندیشہ ہے کہ یہ تو اپنے گمان میں نماز تمام کر چکا، عجب نہیں کہ کلام وغیرہ کوئی قاطع نماز اس سے واقع ہو جائے، اس سے پہلے نہ خلل واقع کا ازالہ تھا نہ خلل آئندہ کا اندیشہ تو سوا فضول و بے فائدہ کے کیا باقی رہا لہٰذا مقتضائے نظر فقہی پر اس صورت میں بھی فسادِ نماز ہے۔'' (فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 264، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہاں اگر لقمہ دینے والا اتنا قریب ہے کہ امام کی آواز اس نے سنی کہ التحیات کے

بعد اس نے درود شریف شروع کیا تو جب تک امام اللھم صل علی سے آگے نہیں بڑھا ہے یہ سبحان اللہ کہہ کر بتائے اور اگر اللھم صل علی سیدنا یا صل علی محمد کہہ لیا ہے تو اب بتانا جائز نہیں بلکہ انتظار کرے، اگر امام کو خود یاد آئے اور کھڑا ہو جائے تو ٹھیک ہے اور اگر سلام پھیرنے لگے تو اس وقت بتائے۔ فتاوی رضویہ میں ہے ''یہ اتنا قریب ہے کہ اس کی آواز اس نے سنی کہ التحیات کے بعد اس نے درود شریف شروع کیا تو جب تک امام اللھم صل علی سے آگے نہیں بڑھا ہے یہ سبحان اللہ کہہ کر بتائے اور اگر اللھم صل علی سیدنا یا صل علی محمد کہہ لیا ہے تو اب بتانا جائز نہیں بلکہ انتظار کرے، اگر امام کو خود یاد آئے اور کھڑا ہو جائے فبہا اور اگر سلام پھیرنے لگے تو اس وقت بتائے، اس سے پہلے بتائے گا تو بتانے والے کی نماز جاتی رہے گی اور اس کے بتانے سے امام لے گا تو اس کی اور سب کی جائے گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد 8، صفحہ 212، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: ظہر کی نماز میں امام نے دوسری رکعت کے بعد سلام پھیر دیا، کیا اسے لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! صورتِ مذکورہ میں لقمہ دے سکتے ہیں۔ مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''ظہر کی نماز غلطی سے امام دو رکعت پر سلام پھیر دے، تو مقتدیوں کو لقمہ دینا چاہیے اور جب مقتدی نے لقمہ دے دیا تو امام کو نماز پوری کر لینا چاہیے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (وقار الفتاوی، ج 2، ص 233، بزم وقار الدین، کراچی)

پہلی یا تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھنے کی صورت میں لقمہ دینے کے مسائل

سوال: اگر امام بھول کر پہلی رکعت کے بعد بیٹھ گیا تو اسے کب تک لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: امام کو بیٹھے اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار نہیں ہوئی تو اسے لقمہ دے سکتے ہیں کیونکہ اس مقدار سے کم میں سجدۂ سہو وغیرہ کچھ نہیں ہوتا، لہذا یہ لقمہ کا محل ہے کہ کہیں امام تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار نہ بیٹھ جائے اور اس پر سجدہ سہو نہ واجب ہو جائے، لہذا اسے اس سے بچانے کے لئے لقمہ دینے کی اجازت ہے۔ حبیب الفتاوی میں بھول کر تیسری رکعت میں بیٹھنے کے بارے میں سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا ''اگر امام تین تسبیح کی مقدار بیٹھا رہا۔۔۔تو قیام میں اتنی تاخیر کرنے سے سجدۂ سہو لازم و واجب ہوگا۔''
(حبیب الفتاوی، ص427، شبیر برادرز، لاہور)

اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھ چکا تو اب اس پر سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا، اب لقمہ نہیں دے سکتے کیونکہ جب سجدۂ سہو واجب ہو گیا تو اب لقمہ دینے کا محل نہ رہا کیونکہ اب سلام تک سجدۂ سہو سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا، ہاں اگر امام سلام پھیرنے لگے گا تو اسے لقمہ دینے کی اجازت ہے کہ اب امام نماز کو فاسد کر سکتا ہے۔

سوال: اگر امام چار رکعت والی نماز میں بھول کر تیسری رکعت میں بیٹھ جائے تو لقمہ کے کیا مسائل ہیں؟

جواب: جو پہلی رکعت کے بعد بھول کر بیٹھنے کے مسائل ہیں وہی اس کے مسائل ہیں۔
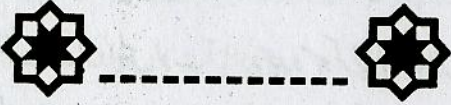
قعدۂ اخیرہ میں بھول کر کھڑا ہونے پر لقمہ دینے کے مسائل

سوال: امام بھول کر پانچویں رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہوگیا، اس کو کسی مقتدی نے لقمہ دیا وہ لقمہ لے کر واپس لوٹ آیا اور سجدہ سہو کرلیا تو کیا اس صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز ہوگئی؟ کیا اس صورت میں امام کو لقمہ دیا جاسکتا ہے، امام قعدہ اخیرہ پڑھ کر کھڑا ہو یا چھوڑ کر دونوں صورتوں کا حکم بیان فرمادیں۔

جواب: جی ہاں! امام اور مقتدیوں کی نماز ہوگئی کیونکہ صورتِ مسئولہ میں امام کو لقمہ دیا جاسکتا ہے چاہے وہ قعدہ اخیرہ پڑھ کر یا بغیر پڑھے کھڑا ہو۔ نورالایضاح میں ہے "ولو زاد الامام سجدة او قام بعد القعود الاخير ساهياً لا يتبعه المؤتم وان قيدها سلم وحده وان قام الامام قبل القعود الاخير ساهياً انتظره" اور اگر امام نے سجدہ زائد کیا یا قعدہ اخیرہ کے بعد بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی اس کی اتباع نہیں کرے گا اور اگر اس نے رکعت کو سجدہ سے مقید کردیا تو اکیلے سلام پھیر دے گا، اور اگر قعدہ اخیرہ سے پہلے بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی انتظار کرے۔

(نورالایضاح مع المراقی و الطحطاوی، ص310، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

"وان قام الامام قبل القعود الاخير ساهياً انتظره" کے تحت مراقی الفلاح میں ہے "سبح ليتنبه امامه" (امام قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی انتظار کرے گا اور) امام کو تنبیہ کرنے کے لئے لقمہ دے۔

(المراقی مع الطحطاوی، ص310، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

"قام بعد القعود الاخير ساهياً لا يتبعه المؤتم" کے تحت طحطاوی میں

ہے "المناسب ان يزيد هنا ما ذكره بعد من قوله وسبح ليتنبه امامه" مناسب یہ تھا کہ (قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد بھول کر کھڑے ہونے والی صورت میں بھی) اپنا قول وسبح ليتنبه امامه ذکر کرتے جو بعد میں (قعدہ اخیرہ سے پہلے بھول کر کھڑے ہونے کی صورت میں) ذکر کیا ہے۔

(طحطاوی علی المراقی، ص310، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

امدادالفتاح میں ہے "وان قام الامام قبل القعود الاخير ساهياً انتظره الامام وسبح لينبه امامه"

(امداد الفتاح، ص350، صدیقی پبلشرز، کراچی)

اسی میں اس کی دلیل دیتے ہوئے ایک حدیث پاک بیان کی ہے **((لانه قام الى الخامسة فسبح به فعاد وسلم وسجد للسهو))** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچویں کے لئے کھڑے ہوئے، لقمہ دیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، سلام پھیر کر سجدہ سہو فرمایا۔

(امداد الفتاح، ص519، صدیقی پبلشرز، کراچی)
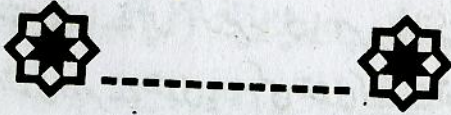
تراویح میں لقمہ کے مسائل

سوال: اگر رمضان میں سماعت کرنے والا حافظ کسی عذر کی وجہ سے نماز تراویح نہ پڑھ سکتا ہو، وہ پاس بیٹھ جائے اور امام جہاں بھولے اسے لقمہ دے، ایسا کرنا کیسا ہے؟ کیا اس سے نماز تراویح پر کچھ اثر پڑے گا یا نہیں؟

جواب: اس طرح کرنا ہرگز جائز نہیں، اس حافظ کا لقمہ لینے سے امام کی نماز ٹوٹ جائے گی اور امام کی نماز ٹوٹنے کی وجہ سے سب مقتدیوں کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی کیونکہ امام اپنے مقتدی کے علاوہ کسی کا لقمہ نہیں لے سکتا۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ''کسی شخص کو پاس بٹھا لینا اور اس کے بتانے پر نماز پڑھنا نماز باطل کرے گا۔''

(فتاوی رضویہ، ج8، ص217، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ''اگر غیر نمازی یا دوسرے نمازی کو جو اس کی نماز میں شریک نہیں یا ایک مقتدی دوسرے مقتدی یا امام کسی مقتدی کو بتائے قطعاً نماز قطع ہو جائے گی۔''

(فتاوی رضویہ، ج3، ص403، مکتبہ رضویہ، کراچی)

سوال: سامع کا قرآن مجید وغیرہ سے دیکھ کر لقمہ دینا کیسا ہے؟

جواب: نماز کے اندر دیکھ کر قرآن مجید پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، جب سامع کی ٹوٹ گئی اور اس کا لقمہ امام نے لیا تو غیر مقتدی کا لقمہ لینے کی وجہ سے اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور اس کی وجہ سے سب کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''یفسدها قراء ته من مصحف عندابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ'' ترجمہ: قرآن مجید سے

دیکھ کر قراءت کرنے سے امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(فتاوی ہندیہ، ج1، ص101، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

درمختار میں ہے ''(وقراءته من مصحف) ای ما فیه القرآن (مطلقاً)''

ترجمہ: قرآن مجید سے دیکھ کر قراءت کرنا مطلقاً مفسداتِ نماز میں سے ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، جلد2، صفحہ463، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے ''نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسدِ نماز ہے یوہیں اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہوا سے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے۔''

(بہار شریعت، حصہ3، ص609، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: تراویح میں ایک دو کلمات چھوڑ کر امام آگے بڑھ گیا، اور ان کلمات سے نماز میں کسی طرح کی خرابی بھی واقع نہیں ہو رہی، تو اب پیچھے سے لقمہ دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں بھی لقمہ دینا چاہئے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جب تراویح میں ختمِ قرآنِ عظیم ہو تو ویسے بھی مقتدیوں کو بتانا چاہئے جب کہ امام سے نہ نکلے یا وہ آگے رواں ہو جائے اگرچہ اس غلطی سے نماز میں کچھ خرابی نہ ہو کہ مقصود ختم کتاب عزیز ہے اور وہ کسی غلطی کے ساتھ پورا نہ ہوگا۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص286، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اگر نماز میں نہ بتا سکیں تو کیا کریں؟

جواب: سلام کے بعد بتا دیں تا کہ امام دوسری تراویح میں اتنے الفاظ کریمہ کا اعادہ کر لے، مگر افضل یہی ہے کہ نماز میں ہی بتائے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت نہ بتائے بعدِ سلام اطلاع کر دے، امام

دوسری تراویح میں اتنے الفاظ کریمہ کا صحیح طور پر اعادہ کرلے، مگر اولی ابھی بتانا ہے کہ حتی الامکان نظمِ قرآن اپنی ترتیب کریم پر اداہو۔''

(فتاوی رضویہ،ج7،ص282، رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: تراویح کے لئے جو سامع مقرر ہے کیا لقمہ دینا صرف اسی کا حق ہے؟

جواب: لقمہ دینا صرف مقرر شدہ سامع کا حق نہیں، ہر مقتدی کا حق ہے، لہذا ہر مقتدی لقمہ دے سکتا ہے بشرطیکہ لقمہ کی حاجت ہو اور لقمہ صحیح ہو۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''ان تمام احکام میں جملہ مقتدی یکساں ہیں امام کو بتانا کسی خاص مقتدی کا حق نہیں، ارشادات حدیث وفقہ سب مطلق ہیں۔۔۔قوم کا کسی کو سامع مقرر کرنے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اس کے غیر کو بتانے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی اپنے جاہلانہ خیال سے یہ قصد کرے بھی تو اس کی ممانعت سے وہ حق کہ شرع مطہر نے عام مقتدیوں کو دیا کیوں کر سلب ہوسکتا ہے۔''

(فتاوی رضویہ،جلد7،صفحہ283-284، رضافاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: بعض حفاظ کی عادت ہوتی ہے کہ تراویح پڑھانے والے کو پریشان کرنے کے لئے اور اپنا حفظ جتانے کے لئے بار بار لقمہ دیتے ہیں، حالانکہ بعض اوقات انہیں بھی غلطی کنفرم نہیں ہوتی اور وہ سامع بھی نہیں ہوتے، تو ان کا پریشان کرنے کے لئے اور صرف شبہہ کی وجہ سے لقمہ دینا کیسا ہے؟

جواب: اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''یہاں چند امور ہیں جن کے علم سے حکم واضح ہوجائے گا:

(1) امام کو فوراً بتانا مکروہ ہے۔۔ہاں اگر غلطی کرکے رواں ہوجائے تو اب نظر کریں اگر غلطی مفسدِ معنی ہے جس سے نماز فاسد ہو تو بتانا لازم ہے، اگر سامع کے خیال میں نہ آئی ہر مسلمان کا حق ہے کہ بتائے کہ اس کے باقی رہنے میں نماز کا افساد ہے اور دفعِ فساد لازم اور اگر مفسدِ معنی نہیں تو بتانا کچھ ضرور نہیں بلکہ نہ بتانا ضرور ہے جبکہ اس کے سبب امام کو وحشت پیدا ہو۔۔ بلکہ بعض قاریوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر شخص کے بتانے سے اور زیادہ اُلجھ جاتے اور کچھ حروف اس گھبراہٹ میں ان سے ایسے صادر ہوجاتے ہیں جس سے نماز فاسد ہوتی ہے اس صورت میں اوروں کا سکوت لازم ہے کہ ان کا بولنا باعثِ فسادِ نماز ہوگا۔

(2) قاری کو پریشان کرنے کی نیت حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((**بشروا ولاتنفروا ویسروا ولا تعسروا**)) ترجمہ:**لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ نفرت نہ دلاؤ، آسانی پیدا کرو تنگی پیدا نہ کرو۔**

(صحیح بخاری،ج1،ص16،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

بے شک (ایسا کرنا) آج کل بہت حفاظ کا شیوہ ہے، یہ بتانا نہیں بلکہ حقیقۃً یہود کے اس فعل میں داخل ہے ﴿لاتسمعوا لهذا القرآن والغوا فیه﴾ ترجمہ:اس قرآن کو نہ سنو اس میں شور ڈالو۔

(3) اپنا حفظ جتانے کے لئے ذرا ذرا شبہہ پر روکنا ریاء ہے اور ریاء حرام ہے خصوصاً نماز میں۔

(4) جبکہ غلطی مفسدِ نماز نہ ہو تو محض ذرا ذرا شبہہ پر بتانا ہرگز جائز نہیں بلکہ صبر واجب، بعدِ سلام تحقیق کرلی جائے، اگر قاری کی یاد صحیح نکلے فبہا اور ان کی یاد ٹھیک ثابت

ہوئی تو تکمیلِ ختم کے لئے حافظ اتنے الفاظ کا اور کسی رکعت میں اعادہ کرلے گا۔ حرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ فتح (لقمہ دینا) حقیقۃً کلام ہے اور نماز میں کلام حرام ومفسدِ نماز، مگر بضرورت اجازت ہوئی، جب اسے غلطی ہونے پر خود یقین نہیں تو مبیح میں شک واقع ہوا اور محرم موجود ہے لہذا احرام ہوا۔ جب اسے شبہہ ہے تو ممکن ہے کہ اسی کی غلطی ہو اور غلط بتانے سے اس کی نماز جاتی رہے گی اور امام اخذ کرے (یعنی لقمہ لے) گا تو اس کی اور سب کی نماز فاسد ہوگی، تو ایسے امر پر اقدام جائز نہیں ہوسکتا۔

(5) غلطی کا مفسدِ معنی ہونا (کہ) بنائے افسادِ نماز ہے ایسی چیز نہیں جسے سہل (آسان) جان لیا جائے، ہندستان میں جو علماء گنے جاتے ہیں ان میں چند ہی ایسے ہوسکیں کہ نماز پڑھتے میں اس پر مطلع ہوجائیں، ہزار جگہ ہوگا کہ وہ افساد گمان کریں گے اور حقیقۃً فساد نہ ہوگا جیسا کہ ہمارے فتاوی کی مراجعت سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان امور سے حکمِ مسئلہ واضح ہوگیا، صورتِ فساد میں یقیناً بتایا جائے گا ورنہ تشویشِ قاری ہو تو نہ بتائیں اور خود شبہہ ہو تو بتانا سخت ناجائز اور جو ریاء وتشویش چاہیں ان کو روکا جائے، نہ مانیں تو ان کو مسجد نہ آنے دیا جائے کہ موذی ہیں اور موذی کا دفع واجب۔“

(فتاوی رضویہ، ج7، ص286-287، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: تراویح میں سامع یا کسی اور نے غلط لقمہ دیا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی دو صورتیں ہیں:

(1) اگر قصداً (جان بوجھ کر) غلط لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور امام نے لیا تو امام اور سارے مقتدیوں کی ٹوٹ جائے گی۔

(2) اگر سہواً (بھول کر) غلط لقمہ دیا تو حرج کی وجہ سے تراویح کے اندر معافی

ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں ”بتانا تعلیم وکلام تھا اور بضرورت اصلاحِ نماز جائز رکھا گیا اور غلط بتانے میں نہ اصلاح نہ ضرورت، تو (حکم) اصل پر رہنا چاہئے، تو عمرو نے اگر قصداً مغالطہ دیا جب تو یقیناً اس کی نماز جاتی رہی اور اگر اس کے مغالطے کو لے گا عام ازیں امام نے غلط پڑھا ہو یا صحیح، تو ایک شخص خارج از نماز کا امتثال یا اس سے تعلم ہوگا اور یہ خود مفسدِ نماز ہے تو امام کی نماز جائے گی اور اس کے ساتھ سب کی باطل ہوگی۔۔۔۔ اور اگر سہواً بتایا تو بظاہر حکم کتاب وقضیۂ دلیل مذکور اب بھی وہی ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) مگر فقیر امید کرتا ہے کہ شرع مطہر ختم قرآن مجید فی التراویح میں اس باب میں تیسیر (آسانی) فرمائے کہ سامع کا خود غلطی کرنا بھی نادر نہیں اور غالباً قاری اسے لے لیتا یا اس کے امتثال (پیروی) کے لئے پھر عود کرتا ہے تو اگر ہر بار بحالِ سہو فسادِ نماز کا حکم دیں اور قرآن مجید کا اعادہ کرائیں حرج ہوگا والحرج مدفوع بالنص (دین میں تنگی کا مدفوع ہونا نص سے ثابت ہے) بہر حال یہ حکم قابلِ غور ومحتاجِ تحریر تام ہے۔“

(فتاوی رضویہ، ج7، ص285، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام دو رکعت پوری کر کے قعدے میں بیٹھا، مقتدی نے سمجھا کہ ابھی ایک رکعت ہوئی ہے، اس نے لقمہ دے دیا، اس لقمہ دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں لقمہ بے محل ہے لہذا دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام لے گا تو امام کی بھی ٹوٹ جائے گی۔ مفتی وقار الدین علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ”جب امام دو رکعت صحیح بیٹھا تھا تو لقمہ دینے والوں نے بلاضرورت لقمہ دیا لہذا ان کی نماز فاسد ہوگئی۔“

(وقار الفتاوی، ج2، ص236، بزم وقار الدین، کراچی)
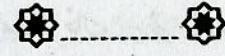
نماز عید میں لقمہ کے مسائل

سوال: نماز عید کی دسری رکعت میں امام تکبیر زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا، ایک مقتدی نے لقمہ دیا، تو امام نے لوٹ کر تکبیر زوائد کہیں۔ نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ امام کے لئے حکم ہے کہ اگر زوائد بھول کر رکوع میں چلا جائے تو نہ لوٹے، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے "امام تکبیر کہنا بھول گیا، رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے۔"

(بہار شریعت، حصہ4، ص783 مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے "امام کے لئے حکم ہے کہ اگر زوائد بھول کر رکوع میں چلا جائے تو نہ لوٹے۔۔۔ لہذا مقتدی غلط لقمہ دینے کے سبب نماز سے خارج ہو گیا۔۔۔امام اس کے بتانے سے لوٹا تو امام کی نماز گئی اور اس کے سبب تمام مقتدیوں کی بھی نماز چلی گئی۔"

(فتاوی فقیہ ملت، ج1، ص254 مشبیر برادرز، لاہور)

ماخذومراجع

(1) قرآن مجید

کتبِ احادیث

(1) صحیح بخاری

(2) صحیح مسلم

(3) سنن ابی داؤد

(4) سنن دارقطنی

(5) مستدرك للحاكم

(6) مصنف ابن ابی شیبه

کتبِ فقه

(1) فتح القدیر

(2) امداد الفتاح

(3) بدائع الصنائع

(4) محیط برهانی

(5) بحرالرائق

(6) فتاوی ہندیه

(7) درمختار

(8) ردالمحتار

(9) مبسوط للسرخسی

(10) نورالایضاح

(11) سراقی الفلاح

(12) طحطاوی علی المراقی

(13) حلیة المحلی شرح منیة المصلی

(14) فتاوی تاتارخانیه

(15) الجوہرة النیرة

(16) جد الممتار

(17) فتاوی رضویه

(18) بہارِشریعت

(19) فتاوی امجدیه

(20) فتاوی فقیه ملت

(21) وقارالفتاوی

(22) حبیب الفتاوی

ادارے کی دیگر کتب

مکتبہ بہار شریعت
داتا دربار مارکیٹ لاہور 0322-4304109

PRINTEX Graphics: 0300-4189945